بدلہ فلسطینیوں کو مزید ذلیل و رسوا کر کے لے گی۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل اور سوویت یونین کی خاموش رضامندی سے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کو عراق کے خلاف جنگ لڑنے کی شہ ملی۔ اب کریملن کو بین الاقوامی سیاست میں اپنے اعتماد کی بحالی کے سنجیدہ سوال کا سامنا ہے، کیونکہ وہ نہ تو امریکہ اور نہ عراق ہی کو جنگ بندی پر آمادہ کر سکتا تھا۔ اس امر میں کوئی شبہ نہیں کہ جنگ کا نتیجہ مشرقِ وسطیٰ کی مکمل تباہی اور اس خطے کا عدم استحکام ہے۔ اس جنگ میں کریملن کوئی تعمیری کردار ادا کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ کریملن کے بہت سے تجزیہ نگار، صرف لیتھووینا کے بارے میں ہی نہیں بلکہ سوویت یونین کی پوری خارجہ پالیسی میں مثبت تبدیلیوں کا مطالبہ کر رہے ہیں۔

# تبصرۂ کتب

## فلسطین اور مسلم دنیا

KUDRYAVTSEV,A.V., Islamskii mir i Palestinskaya problema

Moskva, "Nauka", 1990, 133 pp (عالم اسلام اور مسئلۂ فلسطین)

مسئلۂ فلسطین کو مشرقِ وسطیٰ کے بحران میں مرکزی اہمیت حاصل ہے۔ گذشتہ چند برسوں سے بین الاقوامی سطح پر یہ ایک توجہ طلب معاملہ رہا ہے۔ اس کے حل کے لیے بہت سی کوششیں کی گئی ہیں، ان میں مختلف تنظیموں اور حکومتوں کی جانب سے امن کوششیں بھی شامل ہیں۔ یہ بحران بد قسمتی سے ابھی تک چلا آرہا ہے۔ تاہم یہ مسئلہ علاقے کی سیاست میں معیار کے حوالے سے تبدیلیاں لانے کا باعث ضرور بنا ہے۔ اس مسئلے کے باعث مسلم دنیا میں بحیثیتِ مجموعی اور عرب دنیا میں خاص طور پر سرگرم سیاسی اور سفارتی سرگرمیوں کے ایک نئے دور کا آغاز ہوا ہے۔

مسلم دنیا صیہونیت اور اسرائیل کے خلاف جدوجہد کو ایک "مقدس جنگ" خیال کرتی ہے۔ مسلم دنیا کے رہنما عوامی سطح پر اس تنازعے کو اتحادِ امت کے مقصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ "اسلامی اتحاد" کی بہت سی بین الاقوامی تنظیمیں وجود میں آگئی ہیں۔ جن کا سب سے بڑا مقصد پین اسلامزم (نظریۂ اتحادِ عالمِ اسلام) کی تجدید کے لیے جدوجہد ہے۔

مصنّف نے کتاب کا بڑا حصہ اس امر کی تحقیق کے لیے وقف کیا ہے کہ مسئلۂ فلسطین کس طرح تحریک برائے اتحاد بین المسلمین کے رہنماؤں اور نظریہ سازوں کے لیے "خصوصی توجہ کا حامل" بن گیا ہے۔ اسی طرح اُس نے جائزہ لینے کی کوشش کی ہے کہ مسلم دنیا میں روس مخالف جذبات کی ترویج میں "اسلامی عنصر" کس حد تک کارفرما ہے۔

مصنّف نے خاص طور پر اس امر کی کوشش کی ہے کہ تنازعہ کی تاریخ میں جو اہم واقعات رونما ہوئے ہیں ان پر مسلم دنیا اور بالخصوص عرب ریاستوں کے مذہبی حلقوں کے ردِعمل کو نمایاں کیا جائے۔ ان واقعات میں 49-1948ء کی جنگِ فلسطین، 1967ء میں (مصر، شام اور اردن کے خلاف) اسرائیلی جارحیت اور 78-1977ء میں مصر کے صدر انورالسادات کا امن مشن شامل ہیں۔

جنگ میں اسلام کے کردار اور متحارب عرب اقوام کے سیاسی پراپیگنڈے کا کتاب میں پوری طرح جائزہ لیا گیا ہے۔ مصنف نے مسئلۂ فلسطین پر "اخوان المسلمون" کے نظریہ سازوں کے موقف کا بھی تجزیہ کیا ہے۔ کتاب میں 1967ء کی چھ روزہ جنگ کے بعد وجود میں آنے والی تحریک "اتحاد اسلامی" کے ارتقاء میں کارفرما طریقۂ کار پوری وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ مصنّف نے مسئلۂ فلسطین اور بیت المقدس کی حیثیت کے بارے میں آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس کی منظور کردہ قراردادوں پر بھی تبصرہ کیا ہے۔

کتاب میں 1950ء اور 1980ء کے درمیانی عرصے میں فلسطین کی قومی تحریک آزادی کے نشوونما کے کچھ اہم پہلوؤں کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے۔ اسی طرح اس میں فلسطینی تحریکِ مزاحمت، "اخوان المسلمون"، مغربی کنارے اور غزہ کی پٹی میں اسرائیلی قابض فوج کے خلاف برسرپیکار ریڈیکل اسلامی گروہوں کی آئیڈیالوجی، بین الاقوامی تحریک برائے "اتحاد اسلامی" کے بارے میں پی ایل او کے رویّے اور "آرگنائزیشن آف اسلامک کانفرنس" کے دائرۂ کار میں پی ایل او کی سرگرمی کی نوعیت کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔